Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہدیہ برائے خلافت
لائبریری ربوہ
منجانب کیپٹن نواب علی مرحوم
ملکہ کالرہ کلاں گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ اردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

عبد القدیر نیاز

بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ جنوری ۱۹۴۵ء

ماہ صلح ۱۳۲۴ ہش

جلد ۴۴ — عدد ۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا :-

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپیہ لی جاتی ہے۔

خریداروں کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے، ورنہ عدمِ تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ داری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے :-

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایکسو چوالیس روپے	دوسو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایکسو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چون روپے	نوے روپے

لا اله الا الله محمد رسول الله

Digitized by Khilafat Library Rabwah

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله

ماهنامه

ریویو آف ریلیجنز (اردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۴۴ | ماہ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ مطابق ماہ جنوری ۱۹۴۵ء | نمبر ۱

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مصنف
سورہ یٰسین میں حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر رجلٌ یسعٰی سے مراد مسیح موعود ہے	ص۲	از جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ از لنڈن۔
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نشان جو پورا ہوا۔	ص۱۵	از جناب قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب
حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مقام کا اظہار صرف احمدیت کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے	ص۱۷	از جناب نور محمد صاحب نسیم سیفی واقف زندگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سورۂ یٰسٓ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر

رَجُلٌ یَّسْعٰی سے مراد مسیح موعودؑ ہے!

(از جناب مولٰنا جلال الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ از لنڈن)

کچھ مدت ہوئی۔ ایک احمدی دوست نے مجھ سے سورہ یٰسین کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ رَجُلٌ یَّسْعٰی سے مراد حضرت ابوبکرؓ ہیں۔ میں نے کہا پھر وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِہٖ مِنْۢ بَعْدِہٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا کُنَّا مُنْزِلِیْنَ ۝ سے کیا مراد ہے؟ وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ اس پر میں نے انہیں کہا۔ کہ رجلٌ یسعٰی سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ میں نے جو انہیں جواب دیا، اُسے قدرے تفصیل سے لکھتا ہوں۔

سورہ یٰسین میں اللہ تعالےٰ نے یہ ذکر فرما کر، کہ بعض کو انذار فائدہ دیتا ہے اور بعض کو نہیں، بطور پیشگوئی یہ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں ایک حشر برپا ہوگا اور مُردے زندہ کئے جائیں گے۔ پھر ان الفاظ میں ایک مثال بیان فرمائی ہے:۔

وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَۃِ اِذْ جَآءَھَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْھِمُ اثْنَیْنِ فَکَذَّبُوْھُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ ۝ الخ

ان آیات کی صحیح تفسیر معلوم کرنے کے لئے ہمیں مندرجہ ذیل امور پر غور کرنا ضروری ہے۔

(۱) ضَرَبَ لَہٗ مَثَلًا سے کیا مراد ہے؟ (۲) اصحاب القریہ کون ہیں؟ (۳) پہلے دو رسول کون تھے اور ثالث رسول کون ہے؟ (۴) رجلٌ یسعٰی سے کون مراد ہے؟

(۱) ضَرَبَ لَہٗ مَثَلًا۔ مثل کے معنے عربی زبان میں شبیہہ، نظیر اور مثال کے ہوتے ہیں اس لئے وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلًا کے یہ معنے ہوں گے کہ تو ان کے لئے ان کی مثل یا ان کی شبیہہ و نظیر بیان کر یعنی جن کے وہ مشابہ ہیں یا آئندہ ہوں گے۔ اور ظاہر ہے کہ جب کسی چیز کے لئے دوسری چیز کو بطور مثال بیان کیا جائے تو ممثل اور ممثل یہ دو علیحدہ علیحدہ وجود ہوتے ہیں اور پھر تفارق کے باوجود ان میں تماثل اور تشابہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلًا کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ معنے ہوں گے، کہ تو اپنی رسالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی قوم کے لئے اصحاب القریہ کی مثال بیان کر۔ یعنی تیری اور تیری قوم کی مثال اُن اصحاب القریہ کی طرح ہے، جن کے پاس رسول آئے اور مثل کبھی فرضی ہوتی ہے اور کبھی واقعی اور حقیقی۔ اِن آیات میں اللہ تعالےٰ نے محض مثل کا لفظ ذکر کیا ہے۔ جو دونوں طور پر لی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر تاریخ میں سے ہمیں کوئی ایسی مثال ملجائے جس پر اِن آیات کا انطباق ہوسکے تو اس کا اختیار کرنا اولیٰ ہوگا۔

(۲) اصحاب القریہ میں القریہ سے مراد مکّہ لینا میرے نزدیک درست نہیں ہے۔ کیونکہ اہلِ مکہ تو آپؐ کی قوم میں داخل تھے۔ اور وَاضْرِبْ لَھُمْ میں ضمیر ھُمْ کے مرجع مقدم طور پر وہی تھے۔ اور آیت میں اصحاب القریہ کو بطور مُمَثَّل بِہٖ کے ذکر کیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مُمَثَّل اور مُمَثَّل بِہٖ ایک نہیں ہوسکتے۔ اس لئے میرے نزدیک اصحاب القریہ میں القریہ سے مراد بیت المقدس ہے؛ اور اصحاب القریہ بنی اسرائیل ہیں۔ بیت المقدس کے لئے القریہ کا استعمال قرآن مجید میں متعدد آیات میں کیا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاِذْ قِیْلَ لَھُمُ اسْکُنُوْا ھٰذِہِ الْقَرْیَۃَ وَکُلُوْا مِنْھَا حَیْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّۃٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا (اعراف ع۲۰) یعنی ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ وہ بیت المقدس کی بستی یا ارضِ مقدسہ میں جاکر سکونت اختیار کریں اور بافراغت کھائیں۔ اور اُن سے کہا کہ تم اعلان کرو کہ ہم نے ضرور ارضِ مقدسہ میں داخل ہونا ہے؛ گویا جیسے اتحادیوں نے موجودہ جنگ میں اپنے دشمنوں کے لئے unconditional surrender یعنی بلاشرط ہتھیار ڈالنے کے سوا اور کوئی طریق جنگ کو بند کرنے کیلئے نہیں رکھا۔ ویسے ہی بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا گیا تھا، کہ وہ ارضِ مقدسہ میں داخل ہونے کے سوا کسی اور شرط پر صُلح نہ کریں؛ اور راضی نہ ہوں۔ اور اِس آیت میں القریہ سے مراد ارضِ مقدسہ کا ہی سنٹر ہے۔ کیونکہ سورہ مائدہ رکوع ۴ میں دروازہ میں داخل ہونیکا ذکر جیسا کہ مذکورہ بالا آیت میں ہے ارضِ مقدسہ میں داخل ہونے کے ساتھ آیا ہے۔ پس اصحاب القریہ سے مراد بیت المقدس کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ یعنی بنی اسرائیل ہیں۔ اور اس کی تائید قرآن مجید کی دوسری آیات اور احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ سلسلۂ محمّدیہ سلسلۂ موسویہ کے مشابہ ہے اور امتِ محمّدیہ امتِ موسویہ کی مثیل ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صاف الفاظ میں فرمایا لیاتین علیٰ اُمّتی ما اتی علیٰ بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل۔ کہ میری اُمّت پر بعینہٖ وہی حالات آئیں گے جو بنی اسرائیل پر آئے۔ نیز فرمایا لتتبعنّ سُنن من قبلکم شبرًا بشبرٍ۔ یعنی میری اُمّت یہود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور نصاریٰ کے قدم بہ قدم چلیگی۔ اور دونوں میں نہایت درجہ گہری مشابہت پائی جائیگی۔

(۳) پہلے دو رسول کون تھے؟ مفسرین نے قریہ سے مراد انطاکیہ لیکر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے دو حواری انطاکیہ گئے۔ لوگوں نے انہیں جھٹلایا اور انہیں قید کر لیا۔ تیسرا حواری پہنچا جس نے حکمت عملی سے پہلے بادشاہ کے دربار میں اپنا رسوخ پیدا کیا۔ یہاں تک کہ وہ بادشاہ کا مقرب بن گیا۔ اس کے توجہ دلانے پر پہلے دو کو جو قید میں تھے بلوایا گیا اور ان سے انکے دعویٰ کا ثبوت طلب کیا گیا۔ انہوں نے معجزات دکھائے۔ اس پر بادشاہ اور اس کے رفقاء ایمان لے آئے۔ لیکن مخالفوں کا گروہ غالب آیا۔ اس کے ساتھ انہوں نے ایک شخص حبیب النجار کا ذکر کیا ہے۔ جو تیسرے حواری کے ذریعہ ایمان لے آیا تھا وہ دوڑتا ہوا آیا اور ان رسولوں کی سچائی پر شہادت دی۔ لوگوں نے اُسے قتل کرنا چاہا، لیکن جیسا کہ امام حسن بصریؒ وغیرہ سے منقول ہے خدا نے اُسے مسیحؑ کی طرح آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔ اور بعض دوسرے کہتے ہیں کہ اُسے شہید کر دیا گیا۔ اور وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

اوّل تو اس روایت کا کوئی تاریخی ثبوت ہونا چاہیئے۔ دوسرے آیات کا سیاق و سباق صاف ظاہر کرتا ہے کہ یہ تینوں رسول خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے تھے، مسیحؑ کے حواری وغیرہ نہ تھے۔

اور اگر اصحاب القریہ سے اہلِ مکّہ لے کر دو رسول حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ مراد لئے جائیں تو اس پر پہلا اعتراض بھی قائم رہے گا۔ دوسرے تاریخ سے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ حضرت ابراہیمؑ کے وقت مکّہ ایک آباد جگہ تھی؟ اور یہ کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان پر تبلیغ کی تھی، لیکن انہوں نے اُن کی تکذیب کی؟ حضرت ابراہیمؑ کی عمر جیسا کہ بائیبل سے معلوم ہوتا ہے ایکسو سال کے قریب تھی جب انہوں نے حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو فاران میں چھوڑا۔ اور اسکے بعد وہ صرف بیس برس زندہ رہے۔ بخاری سے بھی ثابت ہے کہ وہ صرف دو دفعہ فلسطین سے حضرت اسمٰعیلؑ کو ملنے کے لئے گئے۔ نیز اس پر یہ اعتراض بھی ہوگا کہ مثل اور ممثل بہ ایک ہوں گے۔

اور اس سے یہ مراد لینا کہ عیسائیوں نے بھی عرب کی اصلاح کی کوشش کی اور یہودیوں نے بھی لیکن وہ ناکام رہے زیادہ موزوں نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ الفاظ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ کا مفہوم یہ ہے، کہ ان دو رسولوں کو خدا نے خاص طور پر اصحاب القریہ کی ہدایت کی خاطر بھیجا تھا لیکن حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے؛ نہ کہ بنی اسمٰعیل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دوسری اقوام کے لئے۔ اس لئے میرے نزدیک مثل یہ بنی اسرائیل ہی ہیں۔ جن کی طرف خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو بھیجا۔ اور آخر میں حضرت عیسےٰؑ کو مبعوث کیا۔ اور جیساکہ قرآن مجید سے ظاہر ہے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ کی متعدد مرتبہ مخالفت کی۔ اور جب حضرت عیسےٰؑ مبعوث ہوئے تو انکی علانیہ تکذیب کی۔ حالانکہ وہ حضرت موسیٰؑ کی پیشگوئی کے مطابق مبعوث ہوئے تھے۔ اسی لئے انہوں نے کہا:۔

"اگر تم موسیٰ کا یقین کرتے تو میرا بھی یقین کرتے اس لئے کہ اُس نے میرے حق میں لکھا ہے لیکن جب تم اُس کے نوشتوں کا یقین نہیں کرتے تو میری باتوں کا کیونکر یقین کرو گے۔" (یوحنا ۵ ۴۶)

اور آنحضرت صلعم کے وقت میں جبکہ یہ مثل بیان کی جارہی تھی عملاً بنی اسرائیل حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسےٰؑ دونوں کی تکذیب کر رہے تھے۔ اِن دو رسولوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو بھیجا۔ جن کی بعثت بنی اسرائیل کے لئے بھی تھی اور دوسری اقوام کے لئے بھی۔ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان دو نبیوں کی بلکہ تمام انبیاء کی نبوّت کو سچّا قرار دیکر دنیا میں اُن کی عزت کو قائم کیا۔

چونکہ جو واقعات پہلے انبیاء کو پیش آئے اور جو اعتراضات اُن پر کئے گئے وہی آنحضرت صلعم پر بھی ہوئے۔ اس لئے کفار کے اعتراضات اور انبیاء کے جوابات کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے کی بجائے ایک ہی دفعہ ذکر کر دیا۔ اور آنحضرت صلعم کی تکذیب اور تصدیق بھی اسی رنگ میں ہونی تھی جس رنگ میں کہ بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسےٰؑ کی کی تھی۔ اس لئے اس میں یہ پیشگوئی مضمر تھی۔ کہ آنحضرت صلعم کے متبعین بھی آخر کار بنی اسرائیل کے نقشِ قدم پر چل کر آپؐ کی ہدایات پر عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ نیز عام طور پر سب انبیاء کی تکذیب کی جائیگی۔ اور الہام اور وحی و نبوّت وغیرہ کا انکار کیا جائیگا۔ حتیّٰ کہ مسلمان بھی یہ خیال کرنے لگیں گے کہ ہمارے تاخّر اور انحطاط اور مصائب کا باعث ہمارا مذہب ہے[1]۔ اور اس طرح گویا دونوں گروہ اہلِ مذہب اور منکرینِ مذہب انبیاء کی تکذیب کریں گے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلعم اور دیگر انبیاء کی صداقت کو ثابت و قائم کرنے کے لئے انتظام کریگا۔ اس انتظام کا ذکر اگلی آیت میں کیا گیا ہے۔

(۴) وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى۔ یعنی اُس زمانہ میں جبکہ تمام انبیاء کی تکذیب کی جائیگی، اور ایمان ثریا پر چلا جائیگا، اللہ تعالیٰ ایک کامل مرد (رَجُلٌ) کی

[1] سید منیر الحصنی رئیس جماعت احمدیہ دمشق نے اپنے ایک پمفلٹ ندائے عام میں لکھا ہے کہ میں نے برلن میں امیر شکیب ارسلان کے منہ سے یہ سنا [illegible]
[illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تنکیر اس کے کمال اور عظمت کے اظہار کے لئے ہے) کو مبعوث فرمائیگا جو یَسۡعٰی ہوگا یعنی خدمت دین کے لئے سعی کرنا اس کی طبیعت ثانیہ کے طور پر ہوگا۔ لفظ سعی جس کے معنے کوشش کرنے کے علاوہ دوڑنے کے بھی ہیں، اِس امر پر بھی دلالت کرتا ہے کہ وہ سُرعت کے ساتھ اپنے کام کو سرانجام دیگا اور ہمہ تن خدمتِ دین کے لئے تیار رہے گا۔

اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ۔ چونکہ یہ ایک مثال ہے اس لئے اِس میں لفظ مدینہ کا استعمال ہوا ہے۔ اور میرا رجحان اِس طرف ہے کہ اقصا المدینہ کے الفاظ قرآن مجید میں بطور محاورہ استعمال ہوئے ہیں۔ اور اس سے مراد غیر متوقع طور پر ضرورت کے وقت غیب سے کسی شخص کا ظہور ہے۔ اور اقصا کے معنی ابعد (بہت دُور) اور المدینہ کے معنے شہر کے ہیں۔ جہاں لوگ مکان بنا کر رہائش رکھتے ہیں۔ اور ایک قسم کا تمدن بھی ان میں پایا جاتا ہے۔ پس اقصا المدینہ سے آنے سے مراد ایسے مقام اور جگہ سے آنا ہے جہاں سے کسی کے آنے کی بظاہر کوئی توقع نہ ہو۔ چنانچہ یہی الفاظ سورہ القصص میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے قصے میں تھوڑے سے تغیر کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ فرمایا وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ یَسۡعٰی۔ یعنی حضرت موسےٰؑ کے پاس اُس شہر کے دُور ترین حصے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا۔ اور کہا کہ عمائدینِ حکومت تیرے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں۔ پس تم یہاں سے فوراً نکل جاؤ۔ اس شخص کا موسےٰؑ کے پاس آنا غیر متوقع طور پر تھا۔ گویا غیب سے حضرت موسےٰؑ کی نصرت کا سامان پیدا ہوا۔ لیکن حضرت موسےٰؑ کے قصہ میں وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ یَسۡعٰی فرمایا۔ کیونکہ اس میں اِس امر پر زور دینا مراد تھی، کہ وہ دُور مقام سے آیا۔ اور آیت زیرِ بحث میں معاندین کی شدّتِ مخالفت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس شخص کی مردانگی اور سعی پر زور دینا مقصود تھا اس لئے وَجَآءَ مِنۡ اَقۡصَا الۡمَدِیۡنَۃِ رَجُلٌ یَّسۡعٰی فرمایا۔ گویا سعی اس رجل کی ایسی صفتِ لازمہ تھی کہ اُسے اُس سے جُدا کر کے بیان نہیں کیا جاسکتا۔

دوسرے یہ بھی ایک فرق ہے۔ کہ حضرت موسےٰؑ کے پاس آنیوالے رجل کا مقصد تو حضرت موسےٰؑ کی جسمانی زندگی کی حفاظت تھا۔ جبکہ لوگ ان کے قتل کے مشورے کر رہے تھے لیکن سورۂ یٰسین میں جس رجل کی آمد کا ذکر ہے اُس نے آنحضرت صلعم کی روحانی زندگی کی حفاظت کے لئے آنا تھا جبکہ آنحضرت صلعم کی روحانی موت کے لئے لوگوں نے تدبیریں کرنی تھیں۔

مزید برآں اس آنیوالے رجل کا مقصد بعثت نہ صرف آنحضرت صلعم بلکہ تمام انبیاء کی صداقت کا قیام اور خدا تعالےٰ کی عبادت کا دُنیا میں دوبارہ قائم کرنا اگلی آیتوں میں بتایا گیا ہے۔ اِسی لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُس نے کہا۔ اے قوم تم تمام مرسلوں کی پیروی کرو۔ اور اپنے عملی نمونہ کا اِن الفاظ میں ذکر کیا۔ کہ مَیں اُس خدا کی کیوں عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور پھر اُسی کے پاس جانا ہے یعنی اُس کے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی صفتِ خالقیت کا اور نیز آخرت کا انکار کیا جائیگا۔ بعض تو دہریہ ہوں گے، اور بعض خدا کو فرضی طور پر مانیں گے۔ اور آخرت کے مُنکر ہوں گے۔ پھر اگلی آیت میں اللہ تعالےٰ کی طاقتوں کا اظہار کیا۔ پھر فرمایا اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ۔ یعنی تم خواہ کچھ کہو مَیں تو تمہارے رب پر ایمان لاتا ہوں، کہ وہ پھر نوعِ انسان کی تربیت کا انتظام فرمائیگا اور جو قومیں میری باتوں کو سُنیں گی، وہ دُنیا میں ترقی پائیں گی۔ اُس کی اِن خدمات اور مساعی کو دیکھکر کہا جائیگا کہ جنّت میں داخل ہو جاؤ۔ اور وہ انعامات اور فیوضاتِ الٰہیہ کو دیکھکر کہیگا، کاش میری قوم یہ جانے کہ خدا تعالےٰ نے کس چیز کیوجہ سے میری بخشش فرما کر مجھے مکرمین یعنی اُن لوگوں میں داخل فرمایا ہے جو خدا کے موردِ اکرام و انعام ہوئے۔ اور اُسکے خدا کے نزدیک صاحبِ اکرام و اعزاز ہونیکی علامت یہ بیان فرمائی، کہ اس کی مکذّب قوم پر اس کے بعد آسمانی لشکر یعنی فرشتوں کے نزول کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ اور ہم ایسے لوگوں پر کہ جنہوں نے خدا کے اس معزز و مکرم مرد کا انکار کیا، کیونکر رحمت کے فرشتوں کو نازل کرتے۔ پھر اس کے مخالفوں کا انجام بتایا کہ ان کی رہی سہی عظمت مٹا دی جائے گی۔ پھر فرمایا، بندوں پر افسوس! کہ اُن کے پاس کوئی رسول نہیں آتا، مگر وہ اُس سے استہزاء کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اور اُسے حقیر و ادنیٰ خیال کر کے اُس سے ہنسی کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ تم اُسے کمزور سمجھو، ادنیٰ اور حقیر خیال کرو، لیکن جس کی طرف سے وہ بھیجا گیا ہے وہ بہت طاقتور ہے۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ خدا تمہیں ہلاک نہیں کر سکتا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ پہلے کتنی قوموں کو خدا نے عذاب دیا، اور اُن کا ایسا نام و نشان مٹایا کہ آج دُنیا میں اُنکا کوئی نام لیوا بھی نہیں رہا۔

اِس تمام بیان کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ کر غور کرو، تو قرونِ ماضیہ میں کوئی ایسا مرد نظر نہیں آئیگا جس میں یہ باتیں یکجائی طور پر اس کے اپنے اقوال یا وحی الٰہی سے ثابت کیجا سکتی ہوں۔ اب مَیں اپنے اِس دعویٰ کا ثبوت پیش کرتا ہوں۔ کہ "رَجُلٌ یَّسْعٰی" سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اگرچہ الفاظ بصیغۂ ماضی بیان ہوئے ہیں لیکن پیشگوئیوں میں اکثر ایسا ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا بیان کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے مندرجہ ذیل امور کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ثابت کرنا ضروری ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۱) آپؑ رَجُلٌ یَّسْعٰی تھے۔ (۲) آپؑ کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی جبکہ مذہب اور روحانیت کے قیام کی کوئی صورت باقی نہ رہی تھی۔ خود مسلمان بھی لوگوں کی اصلاح سے مایوس ہو چکے تھے۔ (۳) آپؑ کی بعثت کا مقصد تمام انبیاء کی صداقت کا قائم کرنا تھا۔ (۴) آپؑ نے دُنیا کو اپنے مومن باللہ ہونیکا قطعی ثبوت دیا۔ (۵) آپؑ اِسی دُنیا سے جنّت میں داخل ہو گئے۔ (۶) آپؑ خدا تعالےٰ کے اکرام و فیوضات کے مورد بنے۔ (۷) آپؑ کے بعد آپؑ کے مکذّبین پر فرشتوں کا نزول یعنی وحی الٰہی اور ولایت کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔ (۸) آپؑ کو اللہ تعالےٰ نے آپؑ کے مخالفوں کی ہلاکت و تباہی کے لئے اور اپنی جماعت کی ترقیات کے لئے بہت سی خبریں دیں۔ (۹) آپؑ سے سابقہ رسولوں کی طرح استہزاء کیا گیا۔

امرِ اوّل کا ثبوت

امرِ اوّل کا ثبوت یہ ہے کہ آنیوالے مسیح موعودؑ کے متعلق آنحضرت صلعم نے آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا لوکان الایمان معلقاً بالثریا لنالہٗ رجلٌ من ھؤلاءِ (بخاری) کہ اگر ایمان ثریا سے بھی معلق ہوا تو ایک فارسی مرد اُس کو دوبارہ زمین پر لے آئیگا۔ اِس حدیث میں آنحضرت صلعم نے مسیح موعودؑ کی نسبت رجل کا لفظ استعمال فرمایا۔ اور اس کی مساعی اور کوششوں کا ذکر اِن الفاظ میں کیا۔ کہ وہ اتنا ساعی اور کوشش کرنیوالا ہوگا، کہ اگر ایمان ثریا پر بھی ہوا تو وہ آسمان سے اُس کو واپس لے آئیگا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو متعدد الہامات میں "رجل" سے یاد فرمایا ہے۔ جیسا کہ فرمایا "ھٰذَا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ" (تذکرہ صـ۷۷) یعنی یہ مرد رسول اللہؐ سے محبت رکھتا ہے۔ پھر فرمایا بَرَکَۃٌ زَائِدَۃٌ عَلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ (تذکرہ صـ۵۰۲) یعنی اِس مرد پر دوسروں کی نسبت ایک برکت زائدہ ہے، جو پہلے کسی اور ولی کو نہیں ملی۔ یعنی اُسے نبوت کا مقام بخشا گیا ہے۔

اب میں ایک اور الہام پیش کرتا ہوں، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ "رَجُلٌ یَّسْعٰی" اور حدیث کے الفاظ "رَجُلٌ مِّنْ ھٰؤُلَاءِ" یعنی فارسی مرد کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ رَدَّ عَلَیْھِمْ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَہٗ" (تذکرہ صـ۷۱)

یعنی جن لوگوں نے کُفر اختیار کیا اور خدا تعالیٰ کی راہ کے مزاحم ہوئے یعنی ہر قسم کا گمراہ کُن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فلسفہ شایع کیا۔ اور لوگوں کو مذہب سے دُور کرنے کے لئے ہر قسم کے وساوس و شبہات کو پھیلایا۔ اُن کا ایک مرد فارسی الاصل نے رد لکھا ہے۔ اس لئے اس کی سعی کا خدا شاکر ہے۔ اب اِس الہام کے الفاظ "رجل من فارس" اور "شکر اللہ سعیہ" پر غور کریں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدیث اور قرآن مجید کے الفاظ کو ایک فقرہ میں جمع کر دیا گیا ہے۔ تا یہ معلوم ہو کہ حدیث "رجل من ھٰؤلاءِ" میں جس "رجل" کا ذکر ہے اُسی کا آیت "رَجُلٌ یَّسْعٰی" میں ہے۔ الحمد للہ الذی ھدانی لھٰذہ النُّکتۃ۔

امرِ دوم کا ثبوت

امر دوم کا ثبوت یہ ہے کہ تمام اہلِ مذاہب اِس امر کا رونا روتے ہیں کہ دِل ایمان سے خالی ہو گئے۔ کُفر کا بازار گرم ہے۔ اور وہ یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ روحانی مرض اِس قدر پُرانا ہو چکا ہے کہ اب مریض کی شفا کی کوئی امید نہیں رہی۔ نہ عالموں کی اپنی حالت درست ہے کہ وہ دوسروں کی اصلاح کر سکیں۔ نہ سیاسی لیڈروں میں یہ ہمت ہے کہ وہ دوبارہ مذہب کی حکومت کو لوگوں سے منوا سکیں۔ نہ نئے تعلیمیافتہ نوجوانوں سے یہ توقع ہے کہ وہی اِس کام کو سرانجام دے سکیں۔ اگر اِس یاس و ناامیدی کا ثبوت چاہیئے تو ڈاکٹر اقبال، ابوالکلام آزاد اور مذہبی لیڈروں کی تحریکوں کا ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ روحانی لحاظ سے زمین مر چکی تھی۔ اور بزبانِ حال پکار رہی تھی "مردے از غیب بروں آید و کارے بکند"۔ پس خدا تعالےٰ نے اُس مرد کو غیب سے ہویدا کیا جس نے ببانگ بلند کہا ؎

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدّدِ ایں دین و رہنما باشد

پس اسلام اور دیگر اہلِ مذاہب کی یتیمی اور بیکسی کی حالت میں جبکہ ہر طرف یاس و نومیدی کے آثار ہویدا تھے، غیب سے ایک مرد پہلوان ظاہری لحاظ سے بھی مدینہ کے شرقی اقصا جانب سے مسجدِ اقصےٰ کے منارۃ البیضاء کے پاس سے نمودار ہوا۔

امرِ سوم کا ثبوت

آپؑ کی بعثت کی غرض تمام انبیاء کی صداقت کو ازسرِ نو دُنیا میں قائم کرنا تھی یہ ہے، کہ اس زمانہ میں انبیاء پر ایمان یا تو رسمی طور پر تھا، یا اُنہیں دعویٰ وحی و الہام میں دھوکا خوردہ یا کاذب خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن اس مردِ خدا نے وحی و الہام کے متعلق تمام مکذبین کے شبہات و وساوس کا براہین احمدیہ جیسی ضخیم کتاب میں ناقابلِ تردید دلائل سے ازالہ کر دیا۔ اور وحی والہام کے تازہ نمونے پیش کر کے گویا تمام انبیاء کی صداقت کو دُنیا میں ازسرِ نو قائم کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اس لحاظ سے آپ کو یہ کہنے کا فخر حاصل ہوا ؎

زندہ شد ہر نبی بآمدنم ! ٭ ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

امر چہارم کا ثبوت

آپ نے اپنے خدا پر ایمان کا ثبوت قولی اور فعلی دونوں رنگ میں دیا۔ خدا کے راستے میں آپ نے تمام ان مصائب کو صبر و استقلال سے بخوشی برداشت کیا۔ جو آپؑ کے مخالفین کی طرف سے آپؑ کو دی گئیں۔ اور اپنے خدا کے دامن کو کسی حالت میں نہ چھوڑا۔ آپؑ کے اس عشق اور محبت کا کچھ کچھ پتہ جو خدا کے لئے آپؑ کے دل میں موجزن تھی آپؑ کی تحریروں سے چلتا ہے۔ ایک مقام پر خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ؎

قربانِ تُست جانِ من اے یارِ مُحسنم ٭ با من کدام فرق تو کردی کہ من کُنم

در کُوئے تو اگر سرِ عُشّاق را زنند ٭ اوّل کسیکہ لافِ تعشّق زند منم

پھر اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو الہاماً فرمایا :- "قل انی امرت و انا اول المؤمنین" (تذکرہ ص۲۲) کہہ دے کہ مَیں خدا کی طرف سے مامور ہوں۔ اور مَیں پہلے ایمان لانیوالا ہوں۔ یعنی اس زمانہ میں جبکہ خدا پر ایمان دِلوں سے پرواز کر گیا تھا۔ آپؑ پہلے شخص تھے جنہوں نے اپنے رب پر ایمان کا ہر رنگ میں ثبوت دیا۔ آیت اِنِّیْ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ اور اس الہام میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آپؑ کے مخالفین جو آپؑ کے مومن ہونےکی نفی کرتے ہیں، وہ جھوٹے ہیں، اور آپؑ صرف مومن ہی نہیں، بلکہ اول المومنین ہیں۔

امر پنجم کا ثبوت

قیل ادخل الجنۃ۔ اس کامل ایمان کا نتیجہ یہ ہوا، کہ آپؑ پر ملائکہ کا نزول ہوا۔ جنہوں نے آپؑ کو جنّت کی بشارات دیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر وہ استقامت اختیار کرتے ہیں۔ اُن پر فرشتے اُترتے ہیں، جو کہتے ہیں کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غمگین ہو اور خوش ہو جاؤ اس جنّت کے ملنے سے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ پس جنّت میں دخول سے مراد اس مقام کا حصول ہے جبمیں خدا اپنے بندے سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور اُس وقت اُسے نفس مطمئنّہ عطا کی جاتی ہے۔ جس کو ارشاد ہوتا ہے کہ وہ میرے بندوں میں شامل ہو جائے اور میری جنّت میں داخل ہو جائے۔ پس ان خدمات کے عوض میں جو اس مردِ خدا نے کیں اللہ تعالیٰ نے اُسے وحی والہام کا اعلیٰ مقام بخشا۔ گویا کہ وہ جنّت میں (جو کہ رضائے الٰہی کا مقام ہے) داخل ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو فرمایا تموت وانا راضٍ منکَ فادخلوا الجنۃ ان شاء اللہ اٰمنین (تذکرہ ص۹۷) یعنی تُو ایسی حالت میں مریگا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تجھ سے راضی ہوگا۔ پس جنت میں بمشیتِ ایزدی امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ پھر مکمل نفسِ مطمئنہ والی پوری آیت آپ کو الہام ہوئی ہے۔ جس میں وَادْخُلِی جَنَّتِی جنت میں داخل ہونیکا ارشاد موجود ہے۔ نیز فرمایا۔ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة (تذکرہ ص۵۰) اے احمدؐ تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہوں۔ ان الہامات سے ظاہر ہے۔ کہ آیت قیل ادخل الجنۃ میں ضمنی طور پر اس رجل کے اتباع بھی داخل ہیں۔

امرِ ششم کا ثبوت

آپ کا اِس قدر اکرام و اعزاز ہوا کہ۔ کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا خلق آدم فاکرمہ (تذکرہ ص۵۷) یعنی آدم (مسیح موعودؑ) کو پیدا کیا، پھر اس کو عزت دی۔ پھر فرمایا۔ ساکرمك اکراما عجبا (تذکرہ ص۲۳۱) میں نہایت شاندار طور پر تیرا اکرام کرونگا۔ نیز فرمایا۔ انت وجیہ فی حضرتی اخترتك لنفسی و انت منی بمنزلۃ لا یعلمها الخلق (تذکرہ ص۲۳۳) اے احمدؐ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے چنا۔ تو مجھ سے بمنزلہ اس انتہائی قرب کے ہے جس کو دنیا نہیں جان سکتی۔ نیز فرمایا۔ انك الیوم لدینا مکین امین و ان علیك رحمتی فی الدنیا والدین و انك من المنصورین۔ (تذکرہ) تو ہمارے نزدیک آج صاحبِ مرتبہ امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے اور تو اُن لوگوں میں سے ہے جن کے شامل نصرتِ الٰہی ہوتی ہے۔ پھر فرمایا۔ خدا تیری ساری مرادیں پوری کر دیگا۔ (تذکرہ ص۴۷)

پس ان انعامات اور فیوضاتِ الٰہیہ کو دیکھ کر حضور نے فرمایا۔ کاش! میری قوم جانے کہ مجھ پر یہ فضل و اکرام جو ہوا تو اس کی وجہ خدا اور اُس کے رسول پر حقیقی ایمان ہے۔ اس آیت کے الفاظ میں ایک طرح قوم پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔ کہ اس نے حقیقت کو نہ پایا۔ اور دوسری طرح آئندہ ترقیات کیطرف اشارہ کیا گیا ہے :۔ کہ کاش! میری قوم جانتی کہ خدا تعالےٰ نے میرے اور میری جماعت کے لئے کیا کیا ترقیات اور کیسا اکرام و اعزاز مقدر کیا ہوا ہے۔ اور میری مخالفت نہ کرتی۔

امرِ ہفتم کا ثبوت

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ہ اس آیت میں جُند سے مراد عذاب کے فرشتے نہیں، بلکہ رحمتِ الٰہی اور وحی و الہام کرنیوالے فرشتے مراد ہیں۔ اور مِنْ بَعْدِهٖ کے اس آیت میں وہی معنی ہیں جو لا نبی بعدی میں بعدی کے ہیں۔ جیسے اس حدیث میں بعدی سے مراد یہ ہے :۔ کہ آپ کے بعد دیگر اہلِ مذاہب سے نبوت چھین لی جائیگی اور آئندہ اُن سے کوئی نبی نہ ہوگا۔ اسی طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مِنۢ بَعۡدِہٖ سے مراد یہ ہے کہ مسیح موعودؑ کے آنے کے بعد آپؑ کے منکرین میں سے خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں کوئی ولایت یا شرف مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کے مقام کو حاصل نہیں کر سکیگا۔ جیسا کہ حضرت اقدس خطبۂ الہامیہ میں فرماتے ہیں، کہ میں ختمِ ولایت کے مقام پر ہوں۔ جیسا کہ میرے سردار حضرت محمد مصطفٰے صلعم ختمِ نبوت کے مقام پر تھے۔ پس آپؑ خاتم الانبیاء ہیں اور میں خاتم الاولیاء ہوں۔ "لا ولیَّ بعدی الّا الّذی ھو منی و علیٰ عھدی" یعنی میرے بعد اب کوئی ولی نہیں ہو سکتا۔ مگر وہی جو مجھ سے ہو اور میرے عہد اور طریقہ پر ہو۔ اس میں بھی آپؑ کو حضرت عیسےٰؑ سے مشابہت ہے۔ جب انہوں نے اپنے مکذبین یہود سے کہا:۔

"اسلئے مَیں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لیجائیگی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائیگی دے دی جائیگی" (متی ۲۱/۴۳)

چنانچہ حضرت عیسےٰؑ کے بعد یہود سے نبوت چھین لی گئی اور آنحضرت صلیلعم بنی اسمٰعیل سے مبعوث ہوئے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مکذبین (مثیل یہود) کی نسبت اعلان فرمایا۔ کہ ان سے بھی آسمانی بادشاہت چھین لیجائیگی اور فرشتوں کے روحانی لشکر جو مقربین بارگاہِ الٰہی پر بشارات لیکر اور انکی نصرت کے لئے نازل ہوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ آیت تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ سے ظاہر ہے۔ ان کا نزول بحکم خداوندی اب سوائے آپؑ کے متبعین کے اور کسی پر نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا كُنَّا مُنۡزِلِيۡنَ۔ ہماری تو یہ سُنّت ہی نہیں کہ کسی رسول کی تکذیب کرنیوالوں پر رحمت کے فرشتوں کو نازل کریں۔

امرِ ہشتم کا ثبوت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی ترقیات کے متعلق وعدے تذکرہ میں مذکور ہیں کہ اللہ تعالےٰ اِس جماعت میں فوق العادت برکت ڈالیگا۔ اور حیرت انگیز ترقیات دیگا۔ یہانتک کہ بادشاہ بھی اس میں داخل ہوں گے۔ اور اس کے مقابلہ میں مکذبین کی ناکامی و نامرادی اور ان کے لئے جو تباہیاں اور عذاب مقدر ہیں ان کا بھی کئی الہامات میں ذکر ہے۔ آپ الہامی طور پر فرماتے ہیں:۔ "خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہیگا وہ کاٹا جائیگا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ" (تذکرہ صفحہ ۲۹۴)

امرِ نہم کا ثبوت

جب آپؑ نے مسیح موعود ہونیکا دعویٰ کیا، تو قوم کے عُلماء اور جُہلا آپؑ سے تمسخر اور استہزاء سے پیش آئے، بازاروں میں سوانگ نکالے گئے، سیاپے لکھے گئے، اخبارات میں اشتہارات اور تقریروں میں آپؑ کو گالیاں دیگئیں۔ آپؑ کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجنون اور ساحر وغیرہ القاب سے یاد کیا گیا۔ مگر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ مخالفین کا استہزاء کرنا اور تحقیر آمیز رویہ اختیار کرنا خود اِس امر کی دلیل ہے کہ واقعی آپؑ خدا کے رسول ہیں کیونکہ گذشتہ رسولوں سے بھی اُن کے مکذبین اسی طرح پیش آتے رہے۔ مگر اِس امر کو فراموش نہیں کرنا چاہئیے کہ جیسے پہلے مکذب قوموں کو خدائے قادر و توانا نے ہلاک کر دیا، اسی طرح تمام اُن طاغوتی طاقتوں اور قوتوں کو جو خدائی سلسلہ کے خلاف کھڑی ہونگی مٹا دیا جائیگا۔ یہانتک کہ اُن کا کوئی نام لیوا بھی نہیں رہے گا۔

ایک اور الہام

آخر میں ایک اور الہام پیش کرتا ہوں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے، کہ سورۃ یٰسین میں حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر ہے وہ یہ ہے۔ ۳۰ ؍ اگست ۱۹۰۳ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مندرجہ ذیل وحی ہوئی :۔

"یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ؕ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۙ" (تذکرہ صفحہ ۴۸۳)

اے سردار قرآن حکیم اِس بات کا گواہ ہے کہ تُو یقیناً رسولوں میں سے ہے۔ اور صراط مستقیم پر قائم ہے۔ اور تیرا نزول عزیز و رحیم خدا کی طرف سے ہے۔ سورۃ یٰسین کی ان پانچ پہلی آیتوں کا آپؑ پر نازل ہونا بتاتا ہے کہ آپؑ کا ذکر بھی اِس سورت میں بطور پیشگوئی موجود ہے۔ اور یہ کہ آپؑ خدا کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ اور جب کہ حدیث میں بھی رجل فارسی کا ظہور اصل میں آنحضرت صلعم کا ظہور ہے، اِسی طرح سورۃ یٰسین میں بھی رَجُلٌ یَّسْعٰی کے ذکر کے بعد آیت مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ بیان کر کے اُسے رسولوں میں سے قرار دیا ہے۔ پھر اِس وحی میں آپؑ کے مکذبین کو بھی جواب دیا گیا ہے۔ کہ آپؑ صراط مستقیم پر ہیں، اور آپؑ کا آنا خدائے غالب و مہربان کیطرف سے ہے؛ اور عین ضرورت کے وقت ہوا ہے۔ جبکہ دلوں سے ایمان پرواز کر چکا تھا۔ اور زمین مُردہ ہو چکی تھی۔

ایک حدیث

آنحضرت صلعم نے جو یہ فرمایا۔ اقرؤا علیٰ موتاکم یٰس (ابوداؤد) کہ تم اپنے مُردوں پر یٰسین پڑھو۔ تو اس میں یہی راز تھا: کہ ایک وقت مسلمانوں پر روحانی مَوت کا آنے والا تھا۔ اس لئے آپؐ نے فرمایا۔ کہ جب وہ مُردہ ہو جائیں تو اُن پر سورہ یٰسین کو پڑھنا۔ اس میں اُن کی مَوت کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علاج موجود ہے۔ اور وہ علاج یہی ہے کہ اِس میں اُن کے معالج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اگر وہ اپنے معالج کو شناخت کر لیں اور اُس پر ایمان لا کر اُس کی ہدایات پر عامل ہو جائیں تو اُن کے احیاء میں کیا شُبہ ہو سکتا ہے۔

اِس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے مَیں اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا کرتا ہوں۔ جس نے مجھے ان آیات کی مندرجہ بالا تفسیر لکھنے کی توفیق بخشی۔ اِس مضمون میں بعض باتیں ایسی ہیں جو مضمون شروع کرتے وقت میرے ذہن میں نہ تھیں۔ عین مضمون لکھتے ہوئے سُوجھیں۔ اور جہاں تک مَیں نے احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے اِن آیات کی مندرجہ بالا تفسیر میری نظر سے نہیں گذری۔ اس لئے اگر اسے نئی تفسیر کہا جائے تو میرے علم کے مطابق بالکل بجا اور درست ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

(کا)

ایک نشان جو پورا ہوا!

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب)

میری ایک نظم بعنوان "یارانِ قدیم" شایع ہوئی ہے جسمیں حضور علیہ السلام کے خواب کا ذکر تھا جو بطور نشانِ صداقت کے نہایت آب وتاب سے پورا ہوا۔ کئی ایک احباب نے اُس کی تفصیل چاہی ہے۔ اس لئے عرض کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو تذکرہ صفحہ ۶۹۱۔ ایک رؤیا یوں درج ہے:۔

"۵ جنوری ۱۹۰۸ء مرحوم امیر خاں کی بیوہ جس دن اس کا خاوند فوت ہوا۔ مَیں نے دیکھا اُس بیوہ کی پیشانی پر ۵ یا ۶ یا ۷ کا عدد لکھا ہوا ہے۔ مَیں نے وہ مٹا دیا اور اس کی جگہ اس کی پیشانی پر ۶ کا عدد لکھدیا ہے"

(بدر جلد ۷ ء ۳ صلے الحکم جلد ۱۲ نمبر ۶ صلہ)

امیر خان صاحب مرحوم بنوڑ ریاست پٹیالہ کے رہنے والے تھے۔ ان کا نکاح اصغری بیگم دُختر خان اکبر خان صاحب ساکن سنور (پٹیالہ) سے ہوا تھا۔ خان اکبر خان صاحب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کی پیدائش سے جلد بعد ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے۔ اور جب مَیں نے اُنہیں دیکھا تو وہ لنگر خانہ میں مہمانوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ اور وہ اور اُن کے اہل وعیال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نچلے مکان میں رہتے تھے جو دفتر محاسب کے نچلے موڑ پر کھڑکی والا نظر آتا ہے۔ ڈیوڑھی کی پاسبانی کا شرف مدتوں حاصل رہا۔ چونکہ یہ سب لوگ اندرون خانہ خدمات بجا لاتے تھے اس لئے اِس نوشتہ لوحِ جبیں کے بارے میں حضرت صاحبزادگان اور مکرم میر محمد اسحٰق صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ سے کئی بار ذکر ہوا کہ اس سے کیا مراد ہے۔

جب چھ سال بعد ۱۹۱۳ء میں بعہد خلافت اولیٰ اصغری صاحبہ کا نکاح برادر مددخان صاحب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے ہوا تو ہم سمجھے، غالباً ۶ کے ہندسے سے یہ مراد ہوگی۔ راجہ مدد خاں صاحب جو حال ہی میں فوت ہوئے ہیں اُن کے آباء دراصل چکارہ علاقہ کرناہ ضلع مظفرآباد کے رہنے والے کھکہ راجپوت تھے۔ اِس قوم کی مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب والیٔ جموں کشمیر سے لڑائی ہوگئی۔ پہلے تو فتحیاب رہے، مگر آخر شکست پاکر نظربند و گرفتار ہوئے۔ مہاراجہ نے سیاست سے کام لیکر راجہ شیر محمد خاں صاحب اور اُن کے رفقاء کو یاڑی پورہ میں جاگیریں دیدیں۔ تاکہ امن سے ماتحت ہوکر رہیں۔ اِنہیں لوگوں میں ہمارے اِس بھائی کے آباء بھی تھے۔ جب راجہ عطاء محمد خاں صاحب احمدی ہوئے تو اُن کے اور راجہ غلام صدر خانصاحب کے زیر اثر مدد خانصاحب جو نوجوان ہی تھے بیعت ہوگئے۔ یہ ۹۶-۱۸۹۵ء کا ذکر ہے۔ اس کے بعد یہ بقول مولوی محمد جی صاحب ہزاروی ۱۹۰۳ء میں جب کہ ان کی عمر قریباً ۳۰ سال ہوگی دارالامان آئے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ نواب محمد علی خانصاحب کی ملازمت میں رہے اور قادیان والے مکان نوابصاحب قریب مسجد مبارک کے ایک حصے میں رہتے تھے۔ پہلی دو بیویاں یکے بعد دیگرے فوت ہوگئیں دوسری بیوی حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم و مغفور کی دُختر کلثوم صاحبہ تھیں۔ یہ باتیں مَیں یونہی نہیں لکھ رہا بلکہ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کس طرح پر تقدیرِ الٰہی نے ایک نشان کو پُورا کرنے کیلئے دو مختلف عنصروں کو ملایا۔ آخری سال خلافتِ اولیٰ میں راجہ مدد خانصاحب کا نکاح اصغری دُختر اکبر خانصاحب مرحوم سے ہوا اور ان سے جو اولاد اِس وقت زندہ موجود ہے اکی تعداد چھ ۶ ہی ہے چار بیٹے ہیں اور دو بیٹیاں۔ اور یوں جو ہندسہ چھ ۶ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دستِ اعجاز سے پیشانی پر بنایا وہ نہایت وضاحت سے درست ثابت ہوا۔ چنانچہ محمد داؤد کے چھوٹے بھائی کے بعد جو ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوا، کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اور اب بوجہ وفات زوج اور زوجہ کے ساٹھ سالہ عمر کے کوئی امکان مزید باقی نہیں۔ اسلئے ہم پختگی سے کہہ سکتے ہیں کہ ۶ کے ہندسے سے یہی مراد تھی جو ظاہر میں نظر آرہی ہے اور یہ ایک ایسے غیب کی خبر ہے جسکی نسبت کوئی قیاس آرائی نہیں ہوسکتی۔ اوّل تو زندگی کا کیا اعتبار۔ پھر اسوقت تو جس کی پیشانی کی سرنوشت بنی وہ بیوہ تھی اور نکاح ثانی چھ سال بعد ایک ایسے شخص سے ہوا جو بظاہر اس خاندان یا مُلک کا نہیں تھا۔ پھر چھ ۶ کی تعداد کا پورا رہنا سراسر اعجاز ہے اور فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (الآیۃ) کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت و درجۂ نبوت کا شاہد۔ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا! ✣

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مقام کا اظہار

(صرف)

احمدیت کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا ؛ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے!

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(از نور محمد صاحب نسیم سیفی - واقف زندگی)

خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے شعبۂ تعلیم کے ماتحت انصار سلطان القلم کے تحریری مقابلوں کا ایک سلسلہ اس سال سے جاری ہے۔ یہ مضمون تیسرے مقابلے میں اوّل قرار دیا گیا ہے امید ہے کہ احباب کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ (ایڈیٹر)

انسانی پیدائش اور اسکی غرض و غایت

انسان کہاں سے آیا؟ وہ کہاں جا رہا ہے؟ اس کا آغاز کیا ہے؟ اس کا انجام کیا ہوگا؟ وہ اس دنیا میں کیونکر لایا گیا؟ اور اب جبکہ وہ انجانے طریق پر اس دنیا میں آگیا ہے تو اسے اس دنیا میں کیونکر زندگی بسر کرنی چاہیئے؟ یہ ہیں وہ سوالات جو ذہنِ انسانی میں اس وقت سے چکر لگا رہے ہیں جب سے کہ اس نے اپنی شخصیت اور اپنے ہر لمحہ و ہر لحظہ بدلتے ہوئے ماحول کو محسوس کرنا شروع کیا ہے۔

کسی نے کہا روح اور مادہ ازلی ابدی ہیں، کسی بیرونی طاقت نے جس کا نام خدا یا پرماتما رکھا جا سکتا ہے ان دونوں کو ایسے طریق پر ملایا کہ انسانی پیکر وجود میں آیا کسی نے کہا یہ تھیوری غلط ہے درحقیقت انسان ابتدائی حالت میں سبزیوں کی طرح اُگا تھا اور بعد ازاں ارتقاء کے مختلف ادوار میں سے گذرتے ہوئے اُس نے موجودہ صورت اختیار کر لی ہے۔ کسی نے کہا یہ بھی غلط ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

درحقیقت انسان کو حیوان کی صورت میں پیدا کیا گیا تھا، حیوان سے ترقی کرتے کرتے اس نے انسان کی شکل اختیار کر لی ہے۔

انسانی پیدائش کی یہ مختلف تھیوریاں پیش کرنے کے بعد اس پیدائش کی غرض وغایت پر چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ ایک طرف سے صدا بلند ہوئی کہ یہ ایک فریب ہے محض فریب۔ ہم فریب میں مبتلا ہو کر اس دنیا میں لائے گئے ہیں ہا اس سے چھٹکارا حاصل کرنا ہمارا فرض ہے۔ چنانچہ خودکشی کو قابلِ تعریف قرار دیا گیا۔ یہ لوگ یورپ کے فلاسفر ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہاں ہر روز ایک سو پانچ لوگ خودکشی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (جنگ سے پہلے کی بات ہے) کسی نے کہا ہمارے آغاز کا تعلق ہمارے پیدا ہونے سے ہے اور ہمارا آخری انجام ہماری موت ہے۔ پس آؤ ہم رنگ رلیاں منائیں اور اس دنیا میں اپنی زندگی کے چند مستعار لمحوں میں عیش و عشرت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں۔

غرض جتنے منہ اتنی باتیں۔ لیکن یہ تمام خیالات کسی حالت میں بھی انسان کی تسکین کا باعث نہ بن سکے۔ یہ کہ اس کی زندگی کا آغاز و انجام محض اس دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ ان پریشانیوں میں اور بھی اضافہ کرنے کا موجب ہو گیا۔ "وہ سبزیوں کی طرح اُگا ہے"۔ اس نے سوچا کہ اگر فی الحقیقت ایسا ہی ہے، تو کاش اس کا احساس مٹ جائے، اس کی قوتِ ادراک اس سے چھن جائے تا وہ اپنی اس ذلت کو محسوس نہ کر سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ نہ قوتِ ادراک سے ہاتھ دھو بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ اور نہ اپنے احساسات کو کچل دینے کی۔ ضرورت ہے تو صرف اس بات کی کہ انسان اپنے ضعیف الخلقت دماغ سے تھیوریاں پیدا کرنے کی بجائے اپنے منبع کی طرف لوٹے اور اپنی عقل و خرد کی تمام تر کھوٹی پونجی کو الہام کے چشمے پر نچھاور کرتا ہوا اس بات پر یقین لائے جو اللہ تعالیٰ نے الہاماً انبیاء کو بتائی ہے۔

چونکہ انسانی پیدائش کی تھیوری سے زیادہ انسانی پیدائش کی غرض و غایت پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور یہی ایسا امر ہے جس کے ساتھ ہمارا مستقبل وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں انسانی پیدائش کے متعلق انسان کو اجمالی علم دیا ہے وہاں اس کی غرض و غایت کے متعلق نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۝"

کہ میں نے جن و انس کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جس پر تفصیلی بحث کے لئے بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے لیکن اجمالاً اتنا کہہ دینا کافی ہوگا کہ انسان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی زندگی کا مقصد اور منتہائے نظر اللہ تعالیٰ کی عبادت ہونا چاہیئے۔ سطحی نظر لوگ فوراً پکار اُٹھینگے کہ آخر اس عبادت کا مقصد کیا ہے۔ کیا ہم محض بے فائدہ ساری عمر ڈرتے اور کانپتے ہوئے اپنی ناکیں رگڑتے رہیں۔ لیکن نہیں! اللہ تعالیٰ جس نے کہ انسان کو پیدا کیا ہے انسانی فطرت کو خوب سمجھتا ہے' وہ جانتا تھا کہ "الّا لیعبدون" سُن کر بعض طبائع اس کے نتیجہ سے باخبر ہونے کے لئے بیتاب ہوجائینگی ان کے لئے یہ کافی نہ ہوگا ——————— کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت بذاتِ خود ایک ایسا فعل ہے جو انسانی زندگی کا ثمرہ کہلانے کا مستحق ہے۔ وہ اِس بات سے مطمئن نہ ہوں گے کہ انہوں نے اپنے پیدا کرنیوالے کے احسانات کو یاد کیا، اور اس کا شکریہ ادا کیا، بلکہ وہ جانیں گے کہ اس شکریہ کی ادائیگی میں اُنہیں کچھ اور بھی ملنا چاہیئے۔ پس ایسی ہی طبائع کے لئے دوسری جگہ فرمایا ہے:۔

"کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق" (حدیث قدسی)

کہ اللہ تعالےٰ ایک مخفی خزانہ تھا۔ اُس نے چاہا، کہ وہ جانا جائے۔ پس اُس نے انسان کو پیدا کیا۔ اِس آیت اور حدیث کی مطابقت سے پتہ چلتا ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد "الّا لیعبدون" ہے۔ اور اِس مقصد کو پورا کرنے کے بعد ایک اور چیز جو اسے حاصل ہوتی ہے، وہ ہے اللہ تعالےٰ کی ذات۔ ہر وہ شخص جو اپنے اِس مقصد میں کامیاب ہوجائیگا اُسے یہ انعام دیا جائے گا کہ اللہ تعالےٰ جو انسان کا منبع ہے وہ اس سے واصل ہوجائے گا۔

لیکن یہ بات یہیں ختم نہیں ہوجاتی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر پیدائش اور اُس کی غرض وغایت کے متعلق انسانی ذہن کی تمام تھیوریاں غلط ہیں تو نہ صرف اس بات کا امکان ہے، بلکہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ منزل کا پتہ مل جانے کے بعد اور اپنے مقصود کا علم ہوجانے کے بعد اسے حاصل کرنے کے لئے اگر وہ اپنے ذہن سے تراشے ہوئے رستے پر گامزن ہوگا تو اس منزل پر نہ پہنچ سکیگا۔ اس کی نظر کوتاہ ہے، راستہ تاریک اور خوفناک ہے، دائیں اور بائیں خاردار جھاڑیاں ہیں کہ ان سے اُلجھ کر وہ ایک قدم بھی اُٹھانے کے قابل نہیں۔ ہر قدم اسیر گراں ہے اور ہر لمحہ ایک پہاڑ ——— لیکن وہ خدا جو رحمٰن ورحیم ہے، جو علیم وحکیم ہے اُس نے اِس تذبذب کو دُور کرنے کے لئے انبیاء کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ چنانچہ جب کبھی انسان صحیح راستہ سے ہٹ کر زندگی کے بھیانک جنگلات میں حیران وسرگرداں پھرنے لگتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اپنے بندوں کو یوں بھٹکتے نہیں دیکھنا چاہتا۔ پس ان حالات میں ایک نبی کو مبعوث کرتا ہے جو اس سے ہر نیک وبد کی خبر پاکر انسانوں کو صحیح راستے سے مطلع کرتا ہے۔ اور خدا کو بھول جانے والوں کو خدا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی یاد دلا کر اُن کے دل میں ایک ایسی تڑپ پیدا کرتا ہے جو اُنہیں پھر آستانۂ الٰہی پر جھکنے کیلئے بیقرار کر دیتی ہے۔

رسُول اکرم صلعم کی بعثت اور حضورؐ کا صحیح مقام

ایسی ہی حالت میں جبکہ دُنیا تاریکی کے گڑھے میں گر چکی تھی، اور نہ صرف انسان نے اپنے خدا کو بھلا دیا تھا، بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اپنی حقیقت سے بھی بہت دُور جا پڑا تھا۔ ورنہ اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بتوں کے آگے سر نہ جھکاتا، چاند اور سُورج کی پرستش نہ کرتا، درختوں، سانپوں اور دریاؤں وغیرہ کو اپنا معبود نہ بنالیتا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اُس نے ایک بے یار و مددگار یتیم کو دُنیا کی ہدایت کے لئے چُنا۔ وہ یتیم بے سروسامان تھا۔ اپنے کوتاہ دامن میں دُنیا کی دولت نہ رکھتا تھا۔ لیکن اللہ تعالےٰ اس چُناؤ کے لئے کبھی دولت کا خیال نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ نے اس یتیم کو (فداہ ابی و امی)، دُنیا کے لئے ہادی و رہنما بنایا۔ یہ یتیم تھا محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور ایسا نوازا کہ نہ ابتدائے آفرینش سے اِس وقت تک کوئی فرد بشر اس مقام کو حاصل کر سکا، نہ قیامت تک کوئی ماں ایسا بیٹا جنیگی جو اس مقام تک رسائی حاصل کر سکے۔ یہ دعوےٰ محض عقیدتاً نہیں کیا جا رہا، بلکہ یہ ایک حقیقت ہے جو خود خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کی اِس آیۂ کریمہ میں بیان فرمائی ہے:۔

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ٥"

یعنی اے لوگو! محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم)، تم میں سے کسی کا جسمانی باپ نہیں ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہ سمجھو کہ اُسے جو روحانی اُبوّت کا مرتبہ حاصل ہے اس سے انکار کیا جا رہا ہے۔ وہ تمہارا روحانی باپ ہے ــــــ یہاں تک صرف وہ بات بیان کی گئی ہے جس کا تمام نبیوں سے تعلق ہے۔ کیونکہ ہر نبی اپنے ماننے والوں کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ پس آیت کی یہاں تک کی عبارت میں تو کسی قسم کی امتیازی حیثیت کا اظہار نہیں کیا گیا۔ لیکن اگلے دو الفاظ ایسے ہیں جو نہ کسی اور کے متعلق کہے گئے اور نہ آئندہ کسی کے متعلق کہے جائیں گے۔ یہ حصہ محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا تھا۔ اِس امتیاز سے رسول اکرمؐ ہی نوازے جا سکتے تھے اور وہی نوازے گئے۔ وہ دو الفاظ ہیں "خاتم النبیین"۔ "خاتم النبیین" ایک ایسا تاج ہے جو دُنیا کے بڑے سے بڑے شہنشاہ کو بھی نصیب نہ ہو سکا۔ اللہ تعالےٰ نے یہ تاج [illegible] یتیم کو پہنایا (فداہ ابی و امی)، اور حقیقت یہ ہے کہ جس کو یہ تاج پہنایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیا اُس نے اس کا پُورا پُورا حق ادا کیا۔

ہاں تو اللہ تعالیٰ نے یہ کہکر کہ وہ تمہارا روحانی باپ ہے۔ اس روحانی باپؐ کے صحیح مقام کا خاتم النبیین کہکر اظہار کرتے ہوئے بتایا کہ یہ باپ صرف اپنی ابوت کو منوانے نہیں آیا بلکہ یہ خاتم النبیین ہے۔ تمام گذشتہ نبیوں کی ابوت کا یہ مصداق ہے، اور ہر آئندہ مبعوث ہونے والے نبی کی ابوت اس کے ساتھ وابستہ ہے۔ یہ نبیوں کے لئے مہر ہے جس پر لگیگی صرف وہی نبی بن سکیگا، ورنہ ہزار روؤ، ہزار پیٹو، اِس دائرہ سے باہر جاکر مقام نبوت کا حاصل کرنا تو کجا اس خیال کو بھی دل میں لانا گناہ ہے۔

اگر تاریخی حقائق پر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس جلیل القدر مقام کے حاصل کرنے والے کو رفیق بھی ایسے ملے تھے جنھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفقاء کی طرح یہ کہنے کی بجائے کہ جا تُو اور تیرا رب لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں اور عیسےٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح دُکھ اور مشکلات کے وقت جھُوٹی قسمیں کھا کر اسے حوالۂ پولیس کر دینے اور اس کے خلاف گواہیاں دینے کی بجائے اپنی حقیر خدمات کو یہ کہتے ہوئے پیش کیا کہ "اے خدا کے رسول ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے، اور ہم آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے، ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور ہم آپؐ کے بائیں بھی لڑینگے اور دشمن آپؐ تک اُس وقت تک نہ پہنچ سکے گا جب تک کہ وہ ہماری لاشوں کو روند نہ لے۔" اسی طرح ایک موقع پر انہی خدام نے اپنی خدمات یوں پیش کی تھیں۔ کہ "اے خدا کے رسول! اگر آپ ارشاد فرمائیں تو ہم اپنے گھوڑوں سمیت ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر میں کود جائیں اور اپنی جانوں کی ایک پرکاہ کے برابر بھی پرواہ نہ کریں۔" یہ تھے وہ رفقاء جنھوں نے آنحضرت کے صحیح مقام کو دُنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے اپنی جانوں تک کو قربان کر دیا۔

دیگر انبیاء کرام پر آنحضرتؐ کی فضیلت کو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں ایک اور رنگ میں بھی بیان فرمایا ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ
الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔"

اسلام کے ظہور سے پہلے دُنیا میں جسقدر نبی مبعوث ہوئے وہ سب کے سب اپنی قوم یا اپنے ملک کی طرف آتے تھے۔ انہیں نہ کسی دوسری قوم سے کوئی تعلق ہوتا اور نہ کسی دوسرے ملک کے لوگوں سے کسی قسم کا واسطہ۔ نہ صرف اُن کی تعلیمات کا دائرہ عمل محدود ہوتا تھا، اُن کے اصول وقوانین شرع

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور صرف اُن کی اپنی قوم یا اپنے مُلک پر حاوی ہوتے تھے، بلکہ ان کا زمانہ بھی محدود ہوتا تھا لیکن آنحضرت کی ذات والاصفات ایک ایسی ذات ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل کیا اور اپنی ہر اُس نعمت کو جس کو حاصل کرنا انسان کی محدود طاقتوں کے بس کی بات ہے۔ ان پر نازل کیا۔ حضورؐ کو ایک ایسی شریعت عطا کی جس میں قیامت تک کسی تغیر و تبدل کی ضرورت نہیں۔ حضورؐ کو ایسے راستے کی طرف راہنمائی کی جو اپنے اوپر گامزن ہونے والوں کو خدا تک پہنچانے اور دُنیا کی ہر نعمت دلانے کا قیامت تک ضامن ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ فاتحہ میں یہ دُعا سکھا کر "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○" یہ پیشگوئی فرمائی تھی، کہ اس عظیم الشان نبی کو ماننے والی اُمت اور اس قدر مکمل شریعت والے مذہب کے پیرو بھی ایک دن مغضوب اور ضال کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں گے۔ ہدایت کی راہیں اُن پر کھلی ہونے کے باوجود وہ ان پر گامزن نہ ہو سکیں گے۔ اور وہ امور جو فی الحقیقت اُن کی اور اُن کے آقائے نامدار حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ذلت کا باعث ہوں گے، انہی کو اپنی عظمت گردانتے ہوئے خود ہی اسلام کے لئے ایک بدنما دھبہ بن کر رہ جائیں گے۔ چنانچہ خدا کی وہ بات پوری ہوئی اور وہ مسلمان جو کبھی دُنیا بھر کی رہنمائی کا دم بھرتے تھے خود گمراہی کے گڑھے میں گر گئے کہ اپنی مدد کے لئے دوسروں کو بُلانے کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہ رہا۔ وہ اپنے مذہب سے ایسے بیگانہ ہوئے، اُن کے احساسات اس حد تک مٹ گئے کہ اُنہیں ذلت اور عظمت کی پہچان تک نہ رہی۔ چنانچہ جن امور پر مسلمانوں کو ٹھوکر لگی اور جس کے باعث وہ اسلام اور آنحضرت صلعم کے صحیح مقام کو قائم نہ رکھ سکے وہ مندرجہ ذیل امور ہیں:۔

اسلام کے ماتھے پر تین داغ

۱۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی حیات کا مسئلہ۔
۲۔ اسلام کی بیچارگی کے وقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا مدد کے لئے آنا۔
۳۔ خاتم النبیین سے یہ استنباط کہ آنحضرتؐ کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آسکتا۔

یہ تینوں امور ایسے ہیں کہ جن سے آنحضرتؐ کی شان پر ایک زبردست زد پڑتی ہے اور وہ ایسی زد ہے کہ نہ صرف آنحضرت کے مقام کو اپنی رفعت سے نیچے لانے کا باعث ہے بلکہ ایک ایسے مقام پر لے آتی ہے جہاں حضرت عیسےٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر بھی حضورؐ سے بہت بڑھ چڑھ کر نظر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آتے ہیں۔ حالانکہ یہ کون نہیں جانتا کہ عیسےٰ علیہ السلام تو محض ایک بالواسطہ پیغمبر ہیں اور موسےٰ علیہ السلام کے سلسلہ کے آخری نبی۔

اب ہم اِن تینوں اُمور پر علیحدہ علیحدہ غور کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت مسیح ناصری ؑ کی حیات اور اُن کے رفع بالجسم کا مسئلہ ایک ایسی غلطی ہے جس نے مُسلمانوں میں رواج پاکر ان بُنیادوں کو یکسر کھوکھلا کر دیا ہے۔ مسلمان عیسائیوں کو اس بات کا کیا جواب دے سکتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو تکالیف کے وقت خدا نے اپنے پاس بُلا لیا اور اُن کی حفاظت کے لئے اُنہیں عرش پر لیجانا منظور فرمالیا۔ حالانکہ محمدؐ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو عام انسانوں کی طرح غاروں میں چھُپ چھُپ کر اپنی جان بچانی پڑی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ اس طرح خدا پر اس کی کمزوری کا اعتراض وارد ہوسکتا ہے۔ لیکن حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے باقی تمام انبیاء سے بڑھکر محبت کا مسئلہ تو عیسائیوں کے لئے حل ہوگیا۔ اور اگر فی الحقیقت یہ ثابت ہوجائے کہ خدا تعالیٰ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے باقی تمام انبیاء سے زیادہ محبت کرتا ہے تو کوئی وجہ نہیں، کہ کسی اور شخص پر چاہے وہ آنحضرت ؐ ہی کیوں نہ ہوں اللہ تعالےٰ کے فضل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر زیادہ نازل ہوں۔ اور حضرت عیسےٰ ؑ کے دین سے زیادہ مکمل دین کسی کو عطا کیا جائے۔

پس جس وقت ایک مسلمان اپنی زبان سے یہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو حفاظتِ کاملہ کے لئے عرش پر لے گیا تو اسی وقت وہ دوسرے الفاظ میں یہ کہہ رہا ہوتا ہے، کہ یقیناً اللہ تعالےٰ حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے باقی تمام بنی نوع انسان کی نسبت زیادہ محبت کرتا ہے۔ (اسی بنی نوع انسان میں آنحضرت صلعم بھی شامل ہیں۔) اگرچہ وہ ظاہرہ طور پر اس بات کا قائل نظر آتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سرتاج ہیں لیکن وہ محض اپنے نفس کو دھوکا دے رہا ہے۔ کیونکہ وہ تو عقیدہ کے لحاظ سے اس بات کا اقرار کر چکا ہے کہ آنحضرت ؐ سے بڑھکر ایک ایسی ہستی موجود ہے جو اللہ تعالےٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ اور یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کو سب سے زیادہ عزیز تو حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہوں لیکن نبیوں کے سرتاج محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) بنایا جائے۔ یہ محبت کی فِطرت کے خلاف ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہرگز ایسا کرنے والا نہیں ہے۔

اِس غلط عقیدہ نے اسلام پر ایک ایسی کاری ضرب لگائی ہے، کہ مُسلمانوں کا ایک کثیر حصّہ عیسائیوں کے پھندے میں جا پھنسا اور ان کی طاقت کم ہونے لگی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲- دوسرا غلط عقیدہ جو اسلام کے حسین چہرہ پر ایک بدنما دھبہ ہے اور آنحضرت صلعم کے ارفع مقام پر ایک کاری ضرب، وہ مسلمانوں کا اس بات پر ایمان رکھنا ہے، کہ جب ایمان ثریا پر جا چکا ہوگا، قرآن کریم کی موجودگی کے باوجود مسلمانوں کی اخلاقی و مذہبی حالت گر چکی ہوگی اور اسلام پر ایک سخت مصیبت کا وقت ہوگا، ایسی حالت میں اُمتِ محمدیہ کا کوئی ایک فرد بھی اس قابل نہ ہو سکے گا کہ اللہ تعالیٰ اُسے نوازے اور مسلمانوں کی ہدایت کے لئے کھڑا کرے، بلکہ اسلام کی ڈوبتی ناؤ کو بچانے کیلئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام، جنہیں درحقیقت اسلام سے کوئی واسطہ نہیں، بلکہ موسوی سلسلہ کے ایک نبی ہیں اور مسلمانوں کے عقیدہ کی رو سے اُنیس سو سال سے آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں وہ نازل ہونگے اور آنحضرت صلعم کی اُمت کی اصلاح کرینگے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

انبیائے سابق میں سے تو بیشتر ایسے گذرے ہیں جنکی اطاعتِ کاملہ کے نتیجہ میں بیسیوں انسان انسانیت کے سب سے بڑے مرتبہ (نبوت) کو حاصل کر گئے۔ لیکن افسوس ہے مسلمانوں پر کہ انہوں نے یہ عقیدہ بنا لیا ہے کہ معاذ اللہ حضرت نبی کریم صلعم ایک ایسے نبی ہیں کہ انکی آمد کیساتھ ہی نبوت کے تمام دروازے بند ہو گئے۔ آنحضرت کی اطاعت سے لوگ انعام تو پائینگے لیکن صرف معمولی معمولی انعام اللہ کا سب سے بڑا انعام یعنی نبوت، وہ حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت سے کبھی میسر نہ آئیگا۔ یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو آنحضرتؐ کے مقام کو بیشتر نبیوں کے مقام سے بہت نیچے لے آتا ہے۔ اِس عقیدہ کی موجودگی میں یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نبیوں کے سرتاج ہیں؛ اور بنی نوع انسان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ پس یہ دوسرا غلط عقیدہ ہے جس سے آنحضرتؐ کے صحیح مقام پر ایک کاری ضرب لگتی ہے۔

۳- تیسرا غلط عقیدہ دوسرے عقیدہ ہی کی موافقت میں ہے۔ مسلمانوں نے "خاتم النبیین" کے معنے کئے ہیں نبیوں کا ختم کرنیوالا۔ جس کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم ہر قسم کے نبی کو ختم کرنیوالے ہیں یعنی چونکہ دین کامل ہو چکا ہے اسلئے آئندہ نہ تشریعی نبی آسکیگا نہ غیر تشریعی لیکن اسجگہ وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا خانہ خالی رکھ لیتے ہیں۔ یہ الگ بحث ہے کہ اگر آنحضرتؐ نبیوں کو ختم کرنیوالے ہیں تو پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو نبی ہیں انکو تو ختم نہ کیا۔ لیکن اسوقت اِس بحث سے ہمیں سروکار نہیں ہے۔ ہم اِس عقیدہ کے اس پہلو کو لے رہے ہیں کہ اسکے رواج پذیر ہونے سے آنحضرتؐ کے مقام پر کیونکر زد پڑتی ہے۔

جیسا کہ دوسرے غلط عقیدہ کی تشریح میں بیان کیا جا چکا ہے حضرت رسول اکرم صلعم سے پہلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت سے نبی ایسے گذرے ہیں جنکی اطاعت کاملہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے نبوت کا وعدہ دیا، اور پھر ان لوگوں کو جنہوں نے اطاعت کاملہ کی، اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فضل سے نوازا اور باوجود اسکے کہ وہ کوئی نئی شریعت نہ لاتے تھے، اللہ تعالیٰ کے ہاں سے نبی کا لقب پاتے رہے۔ لیکن نہایت افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق حضرت نبی کریمؐ کی قوت قدسی اس قابل نہیں کہ وہ اپنی اُمت میں سے کسی شخص کو اِس مرتبہ کا اہل بنا سکیں حتیٰ کہ جب اسلام پر مصیبت کا وقت ہوگا اور اسلام کے پیروؤں کی اصلاح کی ضرورت پیش آئیگی تو انہیں حضرت موسیٰؑ کے سلسلہ کے ایک نبی (حضرت عیسےٰؑ) کا رہین منت ہونا پڑیگا۔ اِسوقت اِس بات کے دلائل دینے کی ضرورت نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ آسمان پر ہیں اور نہ ہی وہ بذاتِ خود واپس دُنیا میں آکر اُمتِ محمدیہ کی اصلاح کرینگے، بلکہ اِسوقت صرف یہ کہنا مقصود ہے کہ یہ عقیدہ حضرت نبی کریمؐ کی قوتِ قدسی پر ایک کاری ضرب ہے جو خود مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں لگائی ہے۔ کاش! وہ سمجھتے اور کاش! وہ اب بھی سمجھیں!! اِن تینوں عقائد کے رواج پذیر ہونے پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ تمام باتیں صلیب کے اِرد گرد چکر لگاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اور صحیح مقامِ محمدیت کا اظہار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی بہت بڑی غرض کسر صلیب تھی۔ اور درحقیقت صلیب ہی ایک ایسی چیز ہے جس نے مسلمانوں میں مندرجہ بالا پہلا اور دوسرا غلط عقیدہ رائج کیا۔ کیونکہ جب انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ حضرت مسیح ناصریؑ صلیب پر وفات نہیں دیئے گئے اور نہ وہاں سے کہیں اور تشریف لے گئے ہیں تو اُنہیں یہ عقیدہ گھڑنا پڑا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اُٹھا لیا۔ اور جب وہ آسمان پر گئے ہیں تو انکی واپسی بھی ضروری ٹھہری۔ پس عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور اُنکے رفع بالجسم کا عقیدہ اور اسلام کی بیچارگی کے وقت انکا مدد کیلئے آنا ایسے عقیدے ہیں جو صلیب سے تعلق رکھتے ہیں اور اسلام میں سب سے بڑے فساد کے موجب ہیں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِن دونوں عقیدوں کا قلع قمع کیا اور دُنیا پر ظاہر کر دیا کہ درحقیقت حضرت عیسےٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، نہ وہ آسمان پر گئے ہیں اور نہ وہ بنفسِ نفیس واپس تشریف لائینگے۔ جب ان دو نو عقیدوں کا غلط ہونا ثابت ہو جائے تو تیسرا عقیدہ از خود غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ اور وہ یوں کہ جس مسیح نے آنا ہے وہ ہوگا تو بہر حال نبی، اور جب مسیح ناصری کی بجائے جو پہلے ہی سے نبی ہیں کوئی اور شخص نبی بنکر آئیگا تو خاتم النبیین کے وہ معنی قائم نہ رہ سکینگے، جو مسلمانوں نے رائج کر رکھے ہیں۔ پھر تو یہ ماننا پڑیگا کہ آنحضرتؐ کی قوتِ قدسی سے بھی کامل اطاعت کرنیوالا نبی بن سکتا ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان دونوں عقیدوں کو غلط ثابت کیا اور دُنیا کو یہ دکھا دیا کہ یہی تین عقیدے آنحضرت صلعم کی افضلیت میں حائل تھے اور انہی تین عقیدوں کی تغلیط کے بعد آنحضرتؐ کی افضلیت روز روشن کی طرح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیاں ہو گئی۔

۱۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جب تکالیف کے وقت اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھایا ہی نہیں، تو وہ آنحضرتؐ سے افضل کیونکر ہو سکتے ہیں ؟

۲۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جب آسمان پر گئے ہی نہیں تو اُن کی واپسی سے کیا مطلب ؟

۳۔ جب آنیوالا مہدی نبی ہے اور وہ امت میں سے ہی کھڑا ہو گا تو معلوم ہُوا کہ آنحضرتؐ کی قوتِ قدسی ابھی تک کام کر رہی ہے (اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک جاری رہیگی)

۴۔ چونکہ آنحضرتؐ کی لائی ہوئی شریعت قیامت تک جاری و ساری رہیگی تو کسی اور شریعت کی تشکیل سے کیا مطلب ؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نہ صرف اِن تین عقیدوں کو غلط ثابت کر کے آنحضرتؐ کے صحیح مقام سے پردہ اٹھایا بلکہ آنحضرتؐ ہی کی قوتِ قدسی کے ماتحت دُنیا بھر کے مذاہب کو مقابلہ کے چیلنج دیئے ؎

"ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

لیکن کسی شخص کو جرأت نہ ہوئی۔ اور جن لوگوں نے اپنے آپکو اس آگ میں جھونکا وہ جلا کر بھسم کر دیئے گئے۔ ان کے ارادے ہبآءً منثورا ہو کر رہ گئے۔ عبد اللہ آتھم، لیکھرام اور ڈوئی کی موتیں آنحضرتؐ کی قوتِ قدسی کے زندہ نشان ہیں کیونکہ یہ معجزات حضورؐ ہی کے ایک روحانی خادم سے ظہور میں آئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

مندرجہ بالا تینوں عقائد کی تغلیط ایک ایسا امر ہے جس سے آنحضرتؐ کا صحیح مقام جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے اور جس کا تفصیلی ذکر اِس مضمون کے آغاز میں کیا جا چکا ہے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ پس اِس وقت دُنیا میں آنحضرتؐ کے حقیقی مقام کے قیام کا اظہار صرف انہی لوگوں کے ذریعہ ممکن ہے جو مسلمانوں کے مندرجہ بالا عقائد کی تغلیط پر کمر بستہ ہوں اور چونکہ وہ جماعت، جماعت احمدیہ ہی ہے جس نے اپنے ذمہ یہ کام لیا ہے اس لئے یہ کہنا ایک حقیقت کا اظہار ہو گا کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام کا اظہار صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہی کے ذریعہ ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ وہ صبح و مسا اس کارِ خیر میں کوشاں ہے اور ہر ممکن طریق سے وہ حضرت نبی کریمؐ کے صحیح مقام سے وہ پردے جو مسلمانوں نے از خود ڈال رکھے ہیں ہٹاتی چلی جا رہی ہے۔ ہر نئی طلوع ہونیوالی صبح اس بات کی شاہد ہے کہ احمدیوں کا ہر لمحہ و ہر لحظہ اسی کوشش میں صرف ہُوا، اور شام کو غروب ہونیسے پیشتر سورج یہ گواہی دیتا ہے کہ صرف احمدیہ جماعت ہی آنحضرتؐ کے صحیح مقام کو دُنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔

لیکن افسوس ہے مسلمانوں کی عقل و خرد پر کہ وہ احمدیہ جماعت کی دشمنی کے درپے ہیں اور ہر وہ بات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو حضرت نبی کریمؐ کے صحیح مقام کو دُنیا میں پیش کرنیوالی ہوتی ہے اس پر ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور بعض اوقات تو محض اِس بناء پر کفر کے فتووں کی تجدید ہونے لگتی ہے۔ اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا وہ خطبہ پیش کیا جا سکتا ہے جس میں حضور نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمتوں کا دروازہ بند نہیں کیا، اور نہ اس نے اپنے انعامات کو محدود کیا ہے۔ پس یہ انسانی ہمت پر منحصر ہے کہ وہ کہاں تک مرتبہ حاصل کر سکتا ہے اللہ تعالےٰ نے یہ راہ کُھلی رکھی ہے کہ اگر کوئی شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھنا چاہے تو بیشک بڑھنے کی کوشش کرے لیکن چونکہ اِس دَوڑ میں بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ تیز دَوڑنے والے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اسلئے نہ آنحضرتؐ سے کوئی بڑھا نہ آئندہ بڑھ سکیگا۔

اِس مفہوم کا مضمون بیان کرنیسے درحقیقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حضرت نبی کریمؐ کے صحیح مقام پرسے وہ پردہ اٹھایا ہے جس سے حضورؐ کے مقام کی ضیاء پہلے سے کئی گُنا بڑھ گئی ہے لیکن مخالف ہیں کہ اندھا دُھند مخالفت کر رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ دروازہ باقی تمام بنی نوع انسان کے لئے ازل ہی سے بند کر رکھا تھا اور یہ مقام ایسا تھا کہ یہاں تک پہنچنے کی ہر فرد بشر کو (حضرت نبی کریمؐ کے علاوہ) مخالفت تھی تو حضورؐ کے اپنے کمال کا تو یکسر خاتمہ ہو گیا کیونکہ حضورؐ کی اپنی استطاعت کا اسمیں کچھ بھی دخل نہ رہا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام اللہ تعالےٰ کے فضلوں پر مبنی ہیں لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے انعامات کو اندھا دھند تقسیم کئے جا رہا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شرابی کو یکایک مرتبۂ نبوت سے نواز دیا جائے ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سُنت نہیں ہے اور یہ بات تو عقلِ انسانی کے بھی خلاف ہے۔ اگر ایسا ہی ہو تو پھر اعمال کی کیا ضرورت ہے۔ پس معلوم ہؤا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو جذب کرنیوالے اعمال ہیں اور اعمال کی قبولیت اسکے فضل پر منحصر ہے۔ چونکہ ہر شخص کو اعمال کی (اچھے ہوں یا بُرے) توفیق عطا کیگئی ہے معلوم ہؤا کہ ہر شخص کیلئے اللہ تعالےٰ کے بڑے سے بڑے انعام کو حاصل کرنیکا راستہ کُھلا ہے۔ لہٰذا ہر شخص کیلئے راستہ کُھلا ہونیکے باوجود جو شخص فی الحقیقت بڑے سے بڑا انعام حاصل کر جائیگا اُس شخص کی خوبی قابلِ داد ہوگی۔

مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جو مقام حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا، اُسے حاصل کرنیکی استعداد ہی کسی بشر کو نہیں دی گئی۔ نہ اُسے حاصل کرنیکا موقعہ ہی کسی شخص کو عطا کیا گیا ہے۔ اگر اِس بات کو مان لیا جائے تو اِس بات کا اقرار کرنا پڑیگا کہ اِس مرتبہ کو حاصل کرنا رسول اکرمؐ کی کسی اپنی خوبی کی وجہ سے نہ تھا، بلکہ یہ مرتبہ تو اللہ تعالےٰ نے رکھا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا۔ کاش! مسلمان اِس بات پر غور کریں کہ ان کے عقیدے کی رُو سے حضرت نبی کریمؐ کے مقام کی کچھ بھی وقعت باقی نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہ جاتی۔ اور دوسرے لوگوں پر کوئی بھی فوقیت نہیں دی جا سکتی۔ آنحضرتؐ کو فوقیت تو اسی رنگ میں حاصل ہو سکتی ہے کہ ہر شخص کے لئے یہ راہ کھُلی رکھی جائے، ہر شخص کو اِس دَوڑ میں حصّہ لینے کا موقعہ دیا جائے اور پھر صرف اور صرف حضرت نبی کریمؐ ہی اِس مرتبہ کو حاصل کر سکیں پس جماعت احمدیہ کے واجب الاطاعت امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے ایک اور رنگ میں حضرت نبی کریمؐ کے صحیح مقام کا اظہار کیا ہے۔ اور یہ ایسا اظہار ہے کہ جس سے حضورؐ کی شان پہلے سے کئی گنا نظر آنے لگی ہے یہ نہیں کہ حضورؐ کی شان میں اضافہ ہو گیا ہے بلکہ حضورؐ کے مقام پر مسلمانوں نے ایک پردہ ڈال رکھا تھا جسے اٹھانے کے بعد اس مقام کی درخشندگی نے آنکھوں کو نور عطا کیا اور دلوں کو ایک گونہ سرور۔ کاش ! لکیر کے فقیر اپنی آنکھیں کھولیں، اپنے دلوں کے پردے اُٹھائیں، اپنے کند ذہنوں کو رسا کریں اور اس بات کو سمجھ سکیں کہ جس جماعت کا امام یہ کہے ؎

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم ٭ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

اور ؎ دگر استاد را نامے ندانم ٭ کہ خواندم در دبستانِ محمدؐ

اور ؎ انکار کر کے اس کا پچھتاؤ گے بہت تم ٭ بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے

لعل یمن دیکھے دُرِّ عدن بھی دیکھے ٭ سب جوہروں سے بڑھکر دلبر جچا یہی ہے

اُس جماعت سے بڑھ کر کونسی جماعت حضرت نبی کریمؐ کے مقام کو صحیح طور پر پیش کر سکتی ہے۔ ہاں اسی جماعت کے امام نے حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں ایک جگہ فرمایا ہے ؎

بڑھ کر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

پس یہ کہنا کہ "حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مقام کا اظہار صرف احمدیت کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے" ایک حقیقت کا اظہار ہے، جس کا اسی طرح انکار نہیں کیا جا سکتا، جس طرح دوپہر کے وقت سُورج کا انکار ناممکن ہے ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی

تمام طبی ضروریات

کے لئے دواخانہ

نور الدینؓ

میں تشریف

لائیں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۰۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں

(صرف)

پچّیس (۲۵) روپے میں!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستّر کتابیں جو رسالہ ریویو کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں، اس لئے قیمت پچیس (۲۵) روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں :-

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
کتاب البریہ	ایام الصلح
آئینہ کمالاتِ اسلام	اربعین ہر چہار حصہ
شہادۃ القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن	تذکرۃ الشہادتین
ملفوظات	شحنۂ حق
مسیح ہندوستان میں	تحفۃ الندوہ

یہ سب کتابیں نئی ہیں، آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں!

ملنے کا پتہ

منیجر رسالہ ریویو اردو۔ قادیان

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر قادیان سے مالکان کے لئے شائع کیا ۔